قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

دیتے ہیں دھوکا یہ دانش ور کھلا

ہمارا معاشرہ، عجیب ملغوبہ معاشرہ ہے۔ نہ مکمل کفر، نہ مکمل اسلام۔ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو عمر بھر...... "پہلے کالج کے چکر میں، رہے صاحب کے دفتر میں"! ان کا زندگی بھر کا آذوقہ اور بھتہ سرکارِ دُم دار کے معاشِ مردار کا حصہ لدڈل ہوتا ہے۔ یہ لوگ ریٹائر ہونے کے بعد ہمہ دانی کے زعمِ باطل میں مبتلا اور اظہار نادانی کی فکر و کاوش میں منہمک ہوجاتے ہیں۔اس پرُطرّہ ان کا یہ دعویٰ کہ وہ اسلام کی "روح" کو سمجھتے ہیں۔گویا انہیں تسلیم ہے کہ وہ اسلام کے "جسم" سے نا آشنا ہیں اور اسلام کے جسم کے جسدِ مُطہر سے نا آشنائی، ان کے نزدیک کوئی جرم نہیں۔حالانکہ روحِ اسلام کو روحِ انسان میں اتارنے کے لئے نبی رحمت ﷺ نے عمرِ مبارک کے تئیس برس صرف فرمائے۔اور یہ محنت......افکار، اعمال و اقوال کے بارانِ رحمت سے ثمر آور ہوئی۔تب جا کر کہیں دین کا جسم، ماننے والوں (ایمان والوں) کے فکر و وجدان میں سما گیا اور دین کی روح ان کے نفس و قلب کی زینت بن گئی۔ورنہ گندی معاش، گندے جسم، گندی فکر اور گندی روح..... روحِ اسلام سے بھلا کیونکر آشنا ہوپاتی؟ یعنی......دین فہمی اور دین داری کے لئے پہلے پہل جسموں کو ہی پاک کرنا ہوگا۔اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو انسانی سماعتوں میں یوں قرآن نہ انڈیلا جاتا۔اور "ایہا الناس" کے خطاب سے سماعتوں کو راغب و متوجہ نہ کیا جاتا۔انسانی روحیں، روحِ قرآن سے اس وقت تک آشنا ہو ہی نہیں سکتی جب تک ان روحوں پر سے فسق و فجور، کفر و شرک اور بدعات و خواہشات کے غلاف نوچ کر تار تار نہیں کردیئے جاتے۔اسی عمل کو "نبیوں والا عمل" کہا جاتا ہے۔تاریخ میں انبیاؑ کی دعوتی مساعی کے حال پڑھ لیجئے، آپ کو یہی حقیقت نظر آئے گی۔

ع......یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہ تمام!

اس کے علاوہ جو بھی نظر آتا ہے وہ سرابِ آرزو ہے۔ایسی آرزوئیں جو سراب ہی نہیں، عذاب اندر عذاب بھی ہوتی ہیں اور جن سے بچنے کی دعائیں نبیوں نے یوں مانگیں، کہ...... "اے اللہ ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھلا اور باطل کو باطل کی صورت میں!" بقول کسے......

اے موجۂ سرابِ تمنا، ستم نہ کر
صحرا ہی سامنے ہے تو صحرا دکھائی دے

بات لمبی ہوگئی۔ذکر ان "نیشنلائزڈ" دانشوروں کا ہو رہا تھا جو سٹھیا جانے پر "پرائیویٹائز" اور "اسلامائز" ہو جاتے ہیں اور "اسلام کی روح" سے رسم و راہ پیدا کرلیتے ہیں۔تب انہیں بنیاد پرست مولوی، انقلاب کی نام لیوا مذہبی جماعتیں اور روایاتِ سلف صالحین سے جڑے ہوئے بہت سارے عوام بالکل اچھے نہیں لگتے۔انہیں

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی پر مشتمل "دو جماعتی کلچر" ہی تبدیلی اور ترقی کا مظہر لگتا ہے۔
کوئی بتلائے کہ فرنگی جسم والے اور یہودی فکر والے لیگیوں اور پیپلیوں کی عوام دوستی نے گزشتہ پچاس برسوں میں کونسا اسلام برپا کیا ہے؟ یہ لوگ تو انقلاب کے لفظ سے بھی گھبرا جاتے ہیں۔ ان کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ جس پاکستان میں یہ لوگ بس رہے ہیں، اسی میں زہر گھول رہے ہیں۔ روشن خیالی کے سنگھاسن پر براجمان ہو کے آج تک ہماری حکومتوں نے جتنے بھی شیطانی ناچ ناچے ہیں، دینی طبقات نے ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی بلکہ ہمیشہ ان پر نفرین کہی ہے۔ اس نفرت کا نام "انقلاب" نہ سہی "کشمکش انقلاب" ضرور ہے اور روحِ امم کی حیات یہی ہے۔ یہ اتنا ہی بڑا سچ ہے جتنی یہ حقیقت کہ پاکستان کا قیام ڈرائنگ رومز میں کی جانے والی منافقانہ سیاسی گفتگوؤں کا نتیجہ ہرگز نہیں بلکہ یہ ان شہیدوں اور غازیوں کی وفاؤں، قربانیوں اور ایثار و خلوص کا نتیجہ ہے جن کا مظاہرہ مسلسل و پیہم ایک سو نوے برس سے زائد عرصے تک اسی سرزمین پر ہوا۔ وہی شہید اور غازی، جو اقتدار کا قبضہ گروپ کبھی نہیں تھے اور اب بھی نہیں ہیں۔ اور کیا ضروری ہے کہ جو لوگ اقتدار پر قابض ہوں، وہ مخلص بھی ہوں؟ وہ لوگ سازشی ایجنسیوں کے ہرکارے بھی تو ہو سکتے ہیں۔ ہمیں بھی تو بتلایا جائے کہ پیپلیوں، لیگیوں اور حلیگیوں نے کونسا انقلابی کام کیا؟ کون سی انقلابی تحریک پیدا کی؟ امت کو روحِ قرآن سے آشنا کرنے والی کونسی فکر دی؟ ہاں فرنگی سانچے میں ڈھلے ہوئے ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور ٹوڈیوں نے تہذیبِ مغرب کو ضرور فروغ دیا۔ ان ظالموں اور سفاکوں نے طبقاتی تقسیم کو گہرا کیا، معاشی ناہمواریوں کو جنم دیا، تہذیبِ محمدی ﷺ کو قتل کیا۔ تہذیبِ محمدی کے وارثوں کو کمیّ (کمیرے) کہا اور کمی بنایا، ان پر پھبتیاں کسیں، ان کی غربت کا تماشا دیکھا، مسجد کو چرچ کہا، قرآن کو پاژند اور علماً کو دورِ کہنہ کا امام کہا۔ لیکن خود چرچ میں جا بسے، تہذیبِ فرنگ میں غسلے گئے اور اس کی نابکار و ناہنجار گوری کے ہو کر رہ گئے کبھی "انقلاب" ان کی بانہوں میں کبھی یہ "انقلاب" کی گود میں۔

ہت تیرے نخرے میں گرم مسالہ
منہ بھی کالا ، دل بھی کالا

ہماری مذہبی جماعتوں کی شکست و ریخت اور زوال کے تسلسل کی بڑی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ لوگ بھی حالات سے "مجبور" ہو کر فاسقانہ ماحول سے مفاہمت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر قرآن و اسلام کی "روح" سے تو آشنائی رکھتے ہیں مگر ڈھانچے اور سانچے یہودیوں اور فرنگیوں کے اپناتے ہیں۔ پھر اس کو جدّت کہتے ہیں۔ یہی ان کی اصل بیماری اور بنیادی روگ ہے۔ یہی روگ انسانوں کے جسم صحت مند نہیں ہونے دیتا اور روحوں کو کوڑھی کر دیتا ہے۔ برائی کے خلاف عدم مزاحمت کا رویہ اسی روگ کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان کا وجود ہی کفر اور کفار سے مزاحمت کی علامت ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ "مسلمان" ہو ورنہ تو۔

ہیں کواکب کچھ ، نظر آتے ہیں ، کچھ
دیتے ہیں دھوکا، یہ "دانشور" کھلا